اسلام اور خدا مرکزیت

انسانی آزادی کی عظیم بنیادیں

تحریر:

شیخ عارف عبدالحسین

© Shaykh Arif Abdul Hussain 2022

All rights reserved. No part of this book may be reproduced, stored, or transmitted in any form or by any means, electronic or otherwise, including photocopying, recording, Internet, or any storage and retrieval system without prior written permission from the copyright owner.

Printed in the United Kingdom.

ISBN 978-1-9998621-9-0

Published by:

Sajjadiyya Press
60 Weoley Park Road
Selly Oak
Birmingham, B29 6RB

Author: Shaykh Arif Abdul Hussain

فہرست

اظہار تشکر v

عرض مترجم vii

پہلی شب ۱

دوسری شب ۳۲

تیسری شب ۶۱

چوتھی شب ۸۸

پانچویں شب ۱۰۱

چھٹی شب ۱۳۱

ساتویں شب ۱۵۳

آٹھویں شب ۱۸۱

نویں شب ۲۰۰

دسویں شب ۲۱۳

گیارہویں شب ۲۴۷

اظہار تشکر

یہ کتاب میرے ان لیکچرز پر مشتمل ہے جو حیدری اسلامک سینٹر لندن میں ماہ محرم الحرام 1437 ھ بمطابق اکتوبر 2015 ء کی ابتدائی گیارہ راتوں میں دیئے گئے۔ مصنف اس موقع پر اس سینٹر سے وابستہ کمیونٹی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جس نے یہ عظیم پزیرائی بخشی اور نہایت خلوص سے سنا۔ برادر سرفراز جیراج اور برادر عباس دا تو ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جن کی پر خلوص دعوت اور محبت آمیز ضیافت ہمارے لئیے قیمتی سرمایہ ہے۔ ان لیکچرز کی ترتیب وتدوین میں اس امر کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ خطابات کو اپنی حقیقی شکل وروح کے ساتھ قارئین کی نذر کیا جا سکے۔ تاہم مواد کو تحریری شکل میں ڈھالنے کے کچھ تقاضوں کے پیش نظر چند ذیلی تبدیلیاں بھی عمل میں لائی گئیں جو کہ ناگزیر تھیں۔

عرض مترجم

محرم الحرام سے متعلق شیخ عارف عبد الحسین کے ان اہم خطابات کو اردو کے قالب میں ڈھالنا یقینا میرے لیئے بہت بڑی سعادت ہے۔ ان خطابات کا تعلق گرچہ ماہ محرم کے ساتھ ہے، مگر یہ اپنی نوعیت، مواد اور طرز استدلال کے حوالے سے روائتی تقاریر سے بالکل مختلف اور جداگانہ ہیں۔ کیونکہ محرم الحرام کے خطابات میں اہل بیت اطہار کے مصائب، آلام اور درد و حزن پر عموما گفتگو ہوتی اور انہیں نہایت اہتمام سے بیان کیا جاتا ہے۔ مگر شیخ عارف کے یہ خطابات خالص علمی، فکری اور تجزیاتی ہیں۔ ان میں الام و مصائب سے گفتگو نہیں۔ آہ و بکاء اور درد کی بات نہیں۔ ان کے بجائے ان میں اس مقصد کو موضوع بحث بنایا گیا ہے جس کی خاطر امام عالی مقامؑ نے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ پھر حضرت امامؑ کی اس عظیم قربانی کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ خدا کی محبت اور خدا مرکزیت کے اہم اور مرکزی نظریہ کے ساتھ مربوط کر دیا گیا ہے۔ اس سے موضوع کی وہ حقیقی عظمت نمایاں ہو کر سامنے آگئی ہے جسے روائتی انداز بیان نے مخفی کر رکھا تھا۔

خدا محویت اور خدا مرکزیت (God Centricity) اس کتاب کا مرکزی موضوع ہے۔ اس میں جہاں امام حسینؑ کی قربانی کو اس مرکزی تصور کے ساتھ مربوط کر دیا گیا ہے، وہیں خود انسان کی عظمت اور آزادی کی تشریح

بھی اسی نظریہ کی روشنی میں کی گئی ہے۔ اس سے موضوع میں جدت، اختراع، اور صناعیت جیسی نادر صفات جمع ہو گئی ہیں۔ یہ نظریہ ایک مستقل تھیوری کی حیثیت رکھتا ہے جو کتاب کے قارئین کے لیئے انشاء اللہ انتہائی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ ایک مترجم کی حیثیت سے میرے لیئے ضروری ہے کہ میں ان خطابات کی ان خصوصیات سے بھی قارئین کو اگاہ کروں جو روائتی تقاریر سے انہیں ممتاز کرتی ہیں۔

پہلی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی اہمیت اور عظمت پر بڑے دلائل کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے جو عموما ہمارے لٹریچر اور خطابات میں غائب رہتی ہے، خواہ وہ اہل تشیع کے ہوں یا پھر اہل سنت کے۔ ہمارے ہاں اصل اہمیت نبی اکرمؐ، اہل بیت، صحابہ اور دوسری عظیم شخصیات کے لیئے ہی خاص ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر محض خانہ پوری کے لیئے ہوتا ہے اور بس۔مگر اس کتاب میں اللہ کی حقیقی شان، اس سے تعلق و محبت پر حقیقی ارتکازپر بھرپور دلائل کے ساتھ بحث کی گئی ہے اور باقی پوری کائنات بشمول انبیاء، ائمہ اور صحابہ سب کو اللہ کے ماتحت اور اس کا محتاج ثابت کیا ہے۔ ابھی تک میری نظر سے صرف مولانا وحید الدین خان مرحوم کا لٹریچر ہی ایسا گزرا تھا کہ جس میں اللہ کی اصل اہمیت کو دلائل کی روشنی میں نہایت تسلسل کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ شیخ عارف ان کے بعد دوسرے شخص ہیں جنہوں نے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں توحید کا اہم اور جامع تصور پیش کیا گیا ہے جس سے عموما مسلمان آج کل غفلت کا شکار ہیں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ خالق کی توہین ہمارے لیئے قابل برداشت ہے

اور اس پر کوئی سزا نہیں، مگر رسولؐ کی توہین ہم سب کے لیئے ناقابل برداشت ہے اور اس پر توبہ بھی قبول نہیں۔یہی صورت حال صحابہ اور اہل بیت کی توہین کے حوالے سے بھی ہے۔خدا کی اہمیت ہمارے ہاں کیا ہے، اسی ایک مثال کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔

کتاب کی دوسری اہم خصوصیت انسان کی اہمیت اور اس کی آزادی پر مدلل بحث ہے جسے خدا مرکزیت جیسے اہم تصور کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔ خدا مرکزیت کی بنیاد پر انسانی آزادی کا یہ نظریہ انوکھا اور اہم ہے۔ یعنی خدا کی ذات لا محدود ہے اور انسان اس کی تخلیق کا شاہکار ہے۔لہذا اس کی فطرت میں بھی خدا کے ساتھ اس تعلق کی رو سے لا محدودیت کے اثرات ہونے چاہئیں۔ رنگ، نسل، مذہب پر مبنی یہ تنگ نظری اور تعصبات اس فطرت سلیمہ کے سراسر خلاف ہیں۔ انسان کی حقیقی آزادی اور ذات کی تکمیل خدا مرکزیت پر مبنی آزادی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس انداز میں یہ نظریہ اپنی فطرت میں تخلیقی نوعیت رکھتا ہے اگرچہ اس کی جڑیں پہلے سے قرآن میں موجود ہیں۔ اور یہ اس قول کے عین مطابق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ: ’تخلقوا باخلاق اللہ‘ یعنی اللہ کے اخلاق کو اپنانے کی فکر کرو۔

تیسری اہم خصوصیت اس تخلیقی نظریہ کو امام حسینؑ کی سیرت اور قربانی کے ساتھ وابستہ کرنا ہے اور اسی کی روشنی میں اس لازوال قربانی کی تشریح و توضیح ہے۔ اس سے موضوع میں جدت اور جامعیت دونوں آگئی ہیں۔ یعنی حسینؑ کی قربانی کا اصل مقصد انسان کو انسان کی غلامی سے آزاد کرکے خدا مرکزیت کی منزل سے آشنا کرنا تھا جو اس

کی ذات کی تکمیل کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ یہ مقام اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک یہ انسان خود اپنے آپ کو رسم و رواج، مذہبی فرقہ بندیوں اور لسانی تعصبات سے پوری طرح آزاد نہیں کر لیتا۔ امام حسینؑ کی مثال اس مقام پر تمام انسانیت کے لیئے مشعل راہ ہے۔ یوں مصائب و آلام پر ارتکاز کے بجائے امام کی جدو جہد اور قربانی کے بنیادی مقصد کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔یہی خصوصیت اسے باقی خطابات سے ممتاز کرتی ہے۔

چوتھی خصوصیت تو سب سے زیادہ اہم ہے جو توحید خالص سے متعلق ہے۔ اس میں توحید کی حقیقی اہمیت کو واضح کیا گیا اور شرک سے وابستہ ان تمام رسموں کو رد کیا گیا ہے جو شیعہ اور سنی دونوں میں خاصی حد تک نفوذ کر چکی ہیں۔ آج بندے خالق کے بجائے اس کی مخلوق سے جڑ چکے اور اپنی تمناؤں اور مرادوں کے لیئے ان ہی آستانوں کو اپنا ملجاء و ماؤیٰ تصور کر بیٹھے ہیں۔ اس سلسلے میں شیخ نے بہترین کام یہ کیا کہ ائمہ اہل بیتؑ کی معروف دعاؤں کو بطور نظیر پیش کر دیا جو نہ صرف شیعہ بلکہ تمام اہل سنت کے لیئے بھی اس باب میں مشعل راہ ہیں۔ صحیفہ سجادیہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ ائمہ اطہار اپنی تمام حاجات اور مشکلات کے لیئے براہ راست اللہ ہی کی بارگاہ سے رجوع کرتے اور اسی سے مانگتے ہیں اور ان کی یہ تلقین سب کے لیئے ہے۔ ان عظیم دعاؤں کا حوالہ دے کر ایک طرف تو شیخ عارف نے اپنے آپ کو دین کے متوالوں کے حملوں سے بھی محفوظ کر لیا ہے اور دوسری جانب توحید کی حقیقت کو بھی بے غبار انداز میں نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔

کتاب میں بعض نظریات اور مباحث سے ممکن ہے اہل علم اختلاف کا اظہار کریں اور خود مترجم بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اس باب میں ممکن ہے اہل علم کی جانب سے شیخ موصوف کو اسلاف کے متداول منہج سے انحراف کے طعنہ کا بھی سامنا کرنا پڑے۔ بلاشبہ کچھ معاملات میں شیخ کی رائے باقی علماء سے مختلف اور منفرد پائی گئی۔ مگر اس کے لیئے ضروری ہے کہ شیخ موصوف کے دلائل اور منہج کو بھی سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ ہم میں سے کوئی بھی اس دنیا میں معصوم عن الخطاء نہیں اور خود شیخ بھی اس فطری ضابطہ سے مستثنیٰ نہیں۔ اس بارے میں رہنماء اصول یہ ہے کہ اس عالم میں کوئی بھی انسانی نظریہ اور تحقیق حرف آخر نہیں۔ آئندہ آنے والے حالات اپنی خاص ترقی اور علمی اکتشافات کے باعث سابقہ نظریات کے لیئے ناسخ کا درجہ رکھتے ہیں اور تاریخ میں بارہا ایسا ہو چکا ہے۔ اور شیخ عارف کے مقدمہ کو بھی اسی اصول کے تحت پرکھا جا سکتا ہے۔ علمی تنقید بہت ضروری ہے اور خود علم میں ترقی اور اضافہ اسی سے ہی ممکن ہے۔ افسوس کہ آج مسلمانوں کی علمی دنیا اس لحاظ سے کافی حد تک ویران ہو چکی ہے۔

علمی نوعیت کے اعتبار سے یہ کتاب ایک منفرد طرز استدلال کی حامل ہے۔ خصوصا آج کی نئی نسل کی ضروریات اور انہیں درپیش چیلنجز کا بطور خاص خیال رکھا گیا ہے۔ مجموعی طور پر یہ لیکچرز قارئین کے ذہنی معیار کو بلند کرتے، ان میں غور و فکر اور تحقیق و تجسس کی حرارت پیدا کرتے اور اس قابل بناتے ہیں کہ وہ اپنے ماحول کے اثرات سے بلند ہو کر، اور فرقہ بندیوں کی قید سے اپنے آپ کو آزاد کرکے

معاملات زندگی کا جائزہ لے سکیں۔ یہ قارئین کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے ذہن کو وسیع کریں کیونکہ انکا تعلق اس مخلوق سے ہے جسے مسجود الملائکہ ہونے کا شرف حاصل ہے اور جس کی فطرت اللہ کی پھونکی ہوئی روح سے اب بھی منور ہے۔ لہذا ان پر واجب ہے کہ وہ اپنی ان محدودیتوں کو تج کرکے اس غیر محدود دنیا کے باسی بن جائیں جو رنگ و نسل کے امتیازات اور مذہبی تعصبات سے کوسوں دور ہے۔ اور اس میں انسانیت کے لیئے محبت اور احترام ہے۔ اسی کا نام شیخ نے خدا شناسی اور خدا مرکزیت رکھا ہے اور یہی اس کتاب کا بنیادی تصور ہے۔

ڈاکٹر محمد خالد، برمنگھم